UPA
IMPACT FACTOR 5.473(SJIF)
UPA NATIONAL E-JOURNAL
Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal
Special Issue :Volume -9 : Issue-1 (March-2023)
ISSN 2455-4375

# اردو صحافت،سیاست اور جمہوریت

از ڈاکٹر شکیل احمد خان، امراؤتی

' لفظِ ' صحافت عربی زبان سے مشتق ہے۔عربی لفظ ' صحف ' جس کی جمع صحیفہ ہے، جس کے معنی رسالہ یا چھوٹی کتاب کے ہیں۔ اسی طرح صحیفہ نگاری سے اصلاحی لفظ صحافت نگاری ہوا۔چونکہ یہ اخبار ، دستاویز وغیرہ معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا مطبوعہ مواد جو مقررہ وقتوں میں شائع ہوتا ہے، صحافت کہلاتا ہے۔ اور یہی اصلاح اردو اور فارسی میں بھی رائج ہے۔

صحافت ایک فن ہے ،( جیسا کہ ڈاکٹر سید اقبال قادری اپنی تصنیف 'رہبر اخبار نویسی' میں صحافت کی تعریف کے متعلق لکھتے ہیں کہ "صحافت ایک ہنر ہے ایک فن ہے،یہ ایسا فن ہے جس میں تخلیقی صلاحیتوں کا استعمال ہوتا ہے"۔) جس کے لئے مسلسل کاوش ، اور سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے، صحافت نگاری کے کاموں کی نوعیت مختلف ہوتی ہے، جنھیں ہم آزاد صحافت وغیرہ کہہ سکتے ہیں ، صحافت ایک نہایت ذمہ دارانہ پیشہ ہے جس کے لیے دماغی صلاحیتوں کا استعمال کرنا ہوتا ہے۔اوربلکہ صحافت صرف ایک پیشہ ہی نہیں ،حکومت کا ایک اہم اور بہت مضبوط ستون بھی ہے۔ صحافت کے فن کو آسان سمجھنے والے بڑی غلط فہمی کا شکار ہے۔صحافت کسی بھی عوامی اورسیاسی معاملے میں تحقیق کے ذریعے اس معاملے کی اصل حقیقت کو صوتی، بصری یا تحریری شکل میں بڑے پیمانے پر عوام ،قارئین ،ناظرین یا سامعین تک پہنچانے کے عمل کا نام ہے،غرض یہ کہ صحافت کا اہم کام عوام کو ملکی اور غیر ملکی حالات سے باخبر رکھنے کا ہے۔جیسا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ صحافت ایک ایسا فن ہے ،جس میں کئی تخلیقی قوتیں کارفرما رہتی ہیں۔جس کے لیے صحافت کی کئی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ان میں صحافت کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ عوام شائع شدہ خبروں پر صداقت کے ساتھ پورا پورا یقین رکھیں۔ اسی لئے خبروں کا سو فیصدصحیح ہونا لازمی ہے۔صحافت کا یہ بھی ایک اہم فریضہ ہے کہ جو خبر شائع کی جارہی ہے وہ عوام کے مفاد کے لئےشائع ہورہی ہے کہ نہیں ۔صحافت کو ہمشہ اس بات کا خیال رکھنا ضرو رہی ہے کہ ہر چیزہر حال میں مستند اور درست ہو۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر وہ تفصیلات پیش نہیں کی جاسکتی جو اخبارات میں تحریر کی جاسکتی ہے۔اسی طرح تجارتی معاملات میں جتنی مدد اخبارات سے حاصل ہوتی ہے وہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سےنہیں۔ اخبارات علم اور تفریح دونوں حصول کا اہم ذریعہ ہے،یہی وجہ ہے کہ ہر معاشرے کو اخبارات کی ضرورت ہوتی ہے۔اخبارات کی تاریخ کے مطالعے سے اس بات کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اخبارات نےکئی حکومتیں قائم کی ،حکومتوں کو استحکام بخشا، اور کئی حکومتوں کو درجہ حاکمیت سے چلتا کیا۔

جہاں تک ہمارے ملک، ملکِ ہندوستان کے سیاسی حالات کا تعلق ہے،اس میں بھی اخبارات کا اہم کرداررہا ہے،اخبارات کی سیاسی حقیقت ایسی مستحکم ہے کہ عوامی محاذ کو اخبارات کی ہی پیش قدمی سے کامیابی حاصل ہوتی ہے،ہمارے ملک کی تمام قومی تحریکات اخبارات ہی کی مرہونِ منّت ہے کہ انھیں تحریکِ آزادی میں اخبارات ہی کی مکمل حمایت حاصل رہیں۔اگر اس وقت ہمارے ہندوستانی اخبارات انگریزوں کے فرمانبرداربوتے تو شاید ہمیں آزادی نصیب نہ ہوتی۔

د نیا کا شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں اخبارات شائع نہ ہوتے ہوں،عالمی صحافت کی تاریخ پرنظرڈالے تو معلوم ہوگا کہ صحافت ایک قدیم فن ہے،چونکہ انسای فطرت کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے ارد گردپاس پڑوس کے حالات کی تفصیلات سےآگاہ ہونے میں دلچسپی رکھتا ہے،اور جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا رہا، اور انسانی اور سماجی مسائل بڑھتے گئے ،ان کی تفصیلات معلوم کرنے کی انسانی دلچسپی میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ابتداء میں دیگر ممالک سے متعلق خبروں کو اہمیت دی گئی پھر آہستہ آہستہ مقامی اور سیاسی تفصیلات بھی ان مین شامل ہونے لگی۔پہلے پہل ہفتہ وار اخبار اور پھر روزناموں کی ضرورت محسوس کی گئی، چنانچہ لندن کا پہلا روزنامہ 1702ء میں منظر عام پرآیا۔اسی طرح صحافت روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن رہی اورآگے چل کراس نے ایک باضابطہ پیشے کی شکل اختیارکرلی۔مغربی یوروپی ممالک اور امریکہ میں اخبار کو ایک اہم سماجی ضرورت سمجھا جانے لگا۔غرض یہ کہ صحافت ایک ایسا فن اور شعبہ ہے جو قوموں کو زندگی عطا کرتا ہے اورترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔اس کی اہمیت ہردور میں تسلیم کی گئی ہے،اور یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ دنیا

میں جتنے بھی ذہنی انقلابات آئے ہیں،ان سب کی بنیاد تحریرشدہ لفظ پر ہی مبنی ہے۔اور یہ لفظ دنیا کا سب سے طاقتور اور اعلیٰ ہتھیار ہے، جس کے صحیح استعمال سے قوموں کا مقدر بنا اورغلط استعمال سے قوموں کا شیرازہ بکھر گیا۔

جمہوریت کے ارتقاء کے ساتھ صحافت کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی ،کیونکہ صحافت کے بغیر جمہوریت کا تصور نا مکمل ہے،ایک کامیاب ملک کی کامیاب جمہوریت کا رازعوام کے بیدار اور باشعور ہونے میں ہے۔اور یہ کام صحافت بخوبی انجام دیتی ہے،یہی وجہ ہے کہ جمہوری نظامِ حکومت میں صحافت کو چوتھا ستون قرار دیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں اردو صحافت کے متعلق کئی متضاد دعوے ملتے ہیں، ہندوستان میں کوئی اردو صحافت کا آغاز " دہلی ارواخبار" سے جوڑتا ہے، تو کوئی کلکتہ سے جاری ہونے والا اردو اخبار "جامِ جہاں نما" کو پہلا اردو اخبارتسلیم کرتا ہے۔ یہ سلسلہ یہی ختم نہیں ہوتا،بلکہ کچھ ارباب، تحقیق کا قیاس تو یہ ہے کہ 'ٹیپو سلطان' کے سرکاری پریس سے شائع ہونے والا " فوجی اخبار" اردو کا پہلا اخبار ہے۔اور کسی نےیہ بھی دعویٰ ہے کہ "مراۃ الاخبار" اردو کا پہلا اخبار ہے جو 1821 میں کلکتہ سے جاری ہوا۔ جس کے روح رواں راجا رام موہن رائے تھے۔ ایک اور دعویٰ یہ بھی ہے کہ 1810ء میں کلکتہ سے کاظم علی نے ''اردو اخبار'' کے نام سے اردو صحافت کا آغاز کیا، تو کسی نے سید محمد خاں کے" سیدالاخبار" کو اردو صحافت میں اوّلیت کا درجہ دیا۔ ہمارا موضوع اردو صحافت کی تاریخ سے مبّرا ہے۔ بہر حال اردواخبارات اور اس کے زمانے کے دستاویزوں کے مطالعے سے دریافت ہوا کہ متذکرہ دعوؤں میں سے کچھ دعوے دستاویزی حوالوں اور مستند تاریخی شواہد کی بجائے قیاس پر مبنی ہیں ۔حاصل کلام یہ ہے کہ تاریخِ صحافت اردو پر اب تک کی گئی تحقیق حاصل دستاویزوں کی روشنی میں " جامِ جہاں نما" کو اردو کی مطبوعہ صحافت میں اوّلین اردو اخبار تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اردو صحافت کی ابتداء کے متعلق کوئی بھی دعویٰ درست ہو، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں صحافت کی ابتداء اردو صحافت نگاری سے ہوتی ہے،اور اس صحافت کا مقصد ملک کی سیاسی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرنا تھا۔

صحافت اور سیاست کا چولی دامن کا تعلق ہوتا ہے۔لیکن ایماندار صحافت کو سیاسی پارٹیوں سے دور رہنا چاہئے،اگر صحافت سیاسی پارٹیوں کے رنگ میں رنگ جائے تو صحافت تجارت بن جاتی ہے، اور منافع بخش تجارت میں حلال، حرام، جائز ،ناجائز اور صحیح اور غلط کا کو کوئی خطِ فاصل باقی نہیں رہتاسیاست میں صحافت جب صحت مند اپوزیشن کا رول ادا کرتی ہے تووہ صحافت عوام کے لئے اور عوام کے مفاد کے لئے ہوتی ہے۔اور یہی صحت مندی صحافت کو اصل صحافت بناتی ہے ،ورنہ صحافت صداقت اور سچائی سے دور ہوجاتی ہے،اور اس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہچتا ۔

ابتداء سے اگر ہم اردو صحافت کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو روز اوّل سے ہی ہمیں اردو صحافت کے بانیوں میں ہر فرقے کے لوگ شامل نظر آتے ہیں ۔ جنھوں نے ہندوستان کی آزادی کی پہلی ہی جدوجہد یعنی 1857 ء میں ایک اہم کردار نبھایا ہے۔اس کے متعلق جناب گربچن چندن اپنی تصنیف " اردو صحافت کا سفر" میں رقم طراز ہے کہ " برطانیہ نے1856 ء میں اودھ کی سلطنت کو ختم کیا اور اب پورے مرکزی ہندوستان پر قابض ہوگیا۔ تقریباًہر علاقے میں اس کی پیش قدمی کے خلاف محدود پیمانے پر کوئی نہ کوئی مزاحمت ہوئی لیکن جب اس کی دور رس شاطری کلیتاً کامیاب ہوئی تواس کی اپنی ہندوستانی افواج اور ہندوستان کی عوام نے 1857ء میں اس کے خلاف ایک اجتماعی بغاوت کی۔ اس بغاوت کے جذبات کو فروغ دینے میں ہندوستان کے اخباروں اور بالخصوص فارسی اور اردو اخباروں نے بہت کام کیا۔" اسی طرح ایک جگہ اور لکھتے ہیں کہ " اسی انقلاب کی امید میں اردو صحافت کا مزاج، ابتداء ہی سے باغیانہ رہا۔" یہ بات یہی ختم نہیں ہوتی " مراۃ الاخبار کے بانی اور ہمارے اوّلین صحافی 'راجہ رام موہن رائے'، اردو کا اوّلین اخبار 'جامِ جہاں نما' اورشمالی ہند سے جاری ہونے والا اردو کا اوّلین اخبار "دہلی اردو اخبار" اور اسی طرح "گلشنِ نوبہار"(کلکتہ) "حبیب الاخبار" (بدایوں) " عمدۃالاخبار"( بریلی) " سراج الاخبار" ( دہلی) ایسے کئی نام گنا ئے جا سکتے ہیں کہ جنھوں نے برطانوی سیاست کو متاثرکرنے میں اہم فریضہ انجام دیا ۔مضمون کی طوالت کے خدشے سے میں اپنی بات یہیں ختم کرتا ہوں ، بس ایک بات ذہن نشین کروانا چاہتا ہوں کہ صحافت نے ایمانداری اور صداقت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے ۔جیسا کہ اوپر تحریر کیا جا چکا ہے کہ صحافت جب صحتمند اپوزیشن کا رول ادا کرتی ہے تو وہ صحافت عوام کے لئے اور عوام کے مفاد کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن جو صحافت حکمراں جماعت کی حمایت کرتی ہے تو صحافت نہیں ہوتی اسے صحافت سے نہیں جوڑنا چاہیے ۔ صحافت میں اہم کردار صحافی یا اخبار نویس کا ہوتا ہے ،جسے مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے 'معلم' کہا ہے اور پورے ملک کو اس کا مدرسہ بتایا ہے۔

جس طرح صحافت اور سیاست کا تعلق گہرا ہے ،ٹھیک اسی طرح صحافت اور جمہوریت کا رشتہ بھی مضبوط ہے،جمہوری نظام حکومت کے قیام، تسلسل اور استحکام میں صحافت کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل ہے،جمہوریت اور صحافت مل کر ہی ایک مہذب معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں۔آزاد صحافت اچھی جمہوریت کی بنیادی ضرورت ہے، اور جمہوریت کی شناخت بھی۔صحافت عوام اور حکومت کے درمیان ایک اہم وسیلہ ہے۔جس میں عوام کو بیدار رکھنا صحافت کی اہم ذمہ داری ہے۔

IMPACT FACTOR 5.473(SJIF)

**UPA NATIONAL E-JOURNAL**

*Interdisciplinary Peer-Reviewed IndexedJournal*

*Special Issue :Volume -9 : Issue-1 (March-2023)*

ISSN 2455-4375

اردو صحافت کی دو سو سالہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اردو صحافت کو یہ اعزاز اور امتیاز حاصل ہے کہ اس نے حق گوئی اور بیباکی کی راہ میں شہادت کا نذرانہ اس وقت پیش کیا جب ہندوستان میں برطانوی حکومت اپنی پوری قوت اور سطوت کے عروج پر تھی۔اس کی سب سے پہلی مثال " دہلی اردو اخبا" اور اس کے بانی مولانا محمد باقر کی پیش کی جا سکتی ہے۔جنھوں نےکُھل کر انگریزی سرکا ر اور اس کے اقدامات کی مخالفت کی اس ضمن میں مولوی باقر کو شہید کردیا گیا۔ اسی طرح اردو صحافت کی تاریخ میں دوسرا سانحہ27 مارچ1822ء کو کلکتہ سے شائع ہونے والا پہلا اردو اخبار ’’جام جہاں نما‘‘ تھا اور اس کے مالک اور ایڈیٹر دو بنگالی ہندو بھائی ہری ہردت اور سدا سکھ دیو تھے۔ اس اخبار نے بھی حق گوئی کی مثال قائم کی تھی اور فرنگی حکام کے خلاف دہلی کے عوام کا غصہ اور بیزاری کے واقعات کو پوری جرأت اور دلیری کے ساتھ شائع کیا ۔اور اسی وجہ سے 23جنوری1828کو اسے بند کر دیا گیا۔ اسی طرح1871ء میں لاہور سے جاری ہونے والے اردو اخبار ’’اخبار عام‘‘ کے مالک پنڈت مکند رام اور اس کے پہلے ایڈیٹر پنڈت گوپی ناتھ بھی ہندو ہی تھے۔ان تمام دلائل سے یہی ثابت کرنا مقصود ہے کہ ہندوستان میں اردو اخبارات نے ہی سب سے پہلے سیکولرزم کے نظریہ کو رواج دیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب سیکولرزم کے تصور سے ابھی ہندوستانی کان آشنا بھی نہیں ہوئے تھےیہی وہ تمام دلائل کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ملک ہندوستان کی جمہوریت اورہمارا سیکولرزم دنیا کے لیے مثال بن کر ابھرا ہے۔

ہندوستان دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے۔لیکن نہایت افسوسکا مقام ہے کہ اس دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں ہندوستانی صحافت عمومی طور پر بہت مشکل دور سے گزر رہی ہے۔2021 میں رپورٹرس ودآوٹ بارڈرس نے جو ورلڈ پریس فریڈم انڈیکس تیار کیا ہے، اس میں180ممالک کے اندر صحافت کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس پریس انڈیکس کے مطابق 2020 میں ہندوستان142ویں مقام پر اپنی جگہ بنا پایا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے لیے ایسی رینکنگ نہایت افسوسناک ہے۔ظاہر سی بات ہے ان حالات میں ہندوستانی ہونے کے ناطےہماری یہ ذمہ داری ہے کہ جمہوریت کو بہتر اورمتحکم بنانے کے لئے اقدامات اٹھائے جائے ،کیونکہ جمہوریت کے بغیرآزاد صھافت ممکن نہیں۔۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ آج ہماری جمہوریت اور شہری حقوق پرگہن لگ چکا ہے۔ جمہوری ادارے جو کبھی جمہوریت کے مضبوط ستون ہوا کرتے تھے، جن پر ہمارا جمہوری ڈھانچہ کھڑا تھا، جس کی بنیاد پر اکثریت سے منتخب حکومت بھی ایوان میں اپنی نفری طاقت کے بل پر من مانی نہیں کر سکتی تھی، ایسے جمہوریت کے ستونوں میں زنگ لگنے کا سلسلہ بھی بہت پہلے شروع ہو چکا ہے۔ یہ بھی ایک افسوسناک پہلو ہے کہ اردو صحافت اپنے اس معیار کو قائم نہیں رکھ پائی ہے اور دیگر زبانوں کی صحافت کے مقابلہ اس کی رفتار سست پڑ گئی۔ ہندوستان کے موجودہ حالات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو محسوس ہوگا کہ آج یہ موقع پھر سے اردو صحافیوں کو حاصل ہو رہا ہے کہ وہ اُس معیار کو بحال کرلیں ۔کیونکہ آج الیکٹرانک میڈیا اور دیگر زبانوں کی اخبار نویسی سیاسی زنجیروں میں مقید ہے، اور نفرت کی سیاست کو بڑھاوا دے رہی ہے۔ یہی وقت ہے جب اردو صحافت یہ ثابت کر سکتی ہیں کہ اس میں حق گوئی و بیباکی سے اپنی بات کہنے اور سیکولرزم کے اصولوں کو زندہ رکھنے کا وہی جنون باقی ہے ،جس کی داغ بیل اردو صحافت کے اوّلین بانیوں نے ڈالی تھی۔ میڈیا کی یہ اولین ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کا رویہ منصفانہ، اس کا طرز عمل غیر جانب دارانہ اور حقائق کو پیش کرنے کے تئیں اس کا ارادہ مضبوط اور غیر متزلزل ہو۔ آج جبکہ میڈیا چند طاقتور ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گیا ہے اور ایک خاص سیاسی و سماجی نظریہ کی ترویج اس کا خاص مقصد بن کر رہ گیا ہے، ایسے حالات میں اردو صحافیوں کو قربانیاں اور اردو صحافت کو اخلاقی بلندی کا وہی نمونہ پیش کرنا ہوگا جو اس کے بانیین کا امتیازی وصف تھا۔

Dr.Shakeel Ahmad Khan
Head Department of URDU
Government Vidarbha Institute of Science& Humanities, Amravati.
444 604 (M.S)
Email: shakeelykhan@gmail.com
Mobile No. 9422555192